سوال

(34) حدیث : ''أنا من نوراللہ،، وحدیث : ,, لولاک لما خلقت الأفلاک،، صحیح ہے یا ضعیف ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدیث : ''أنا من نوراللہ،، وحدیث : ,, لولاک لما خلقت الأفلاک،، صحیح ہے یا ضعیف ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دونوں حدیثیں بے اصل ہیں۔ پہلی حدیث کی بابت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ''لا اعرفہ،، تذکرۃالموضوعات ص 84 اس حدیث کے موضوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آں حضرت ﷺ کے نور خدا سے پیدا ہونے کا اگر یہ معنی ہے کہ آپ ﷺ کا نور، اللہ کے نور کا عین وکل ہے، تو آں حضرت ﷺ کا خدا ہونا لازم آئے گا۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ نور، خدا کے نور کا جزو ہے، تو خدا کی تجزی اور انقسام لازم آئے گا اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ کا نور، آں حضرت ﷺ کے نور کا خالق ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے، کیوں کہ آپ ﷺ کی پیدائش نور سے نہیں ہے بلکہ مٹی سے ہے، اور سب کو معلوم ہے فرشتے نور سے پیدا کیئے گئے ہیں۔ اور آں حضرت ﷺ کے فرشتہ ہونے کی نفی خود قرآن میں موجود ہے : ''ولا اقول انی ملک ،(الانعام : 5) اور ہر شخص یہ بھی جانتا ہے کہ آپ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے۔ پس آں حضرت ﷺ کے نور کے بجائے مٹی سے پیدا ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا مروی ہے : ''خلقت الملئکة من نور، وخلق الجان من نار، وخلق آدم مما وصف لکہ،، (مسلم : 2996،4/294).

دوسری حدیث کے متعلق علامہ صنعانی فرماتے ہیں : ''موضوع،، (تذکرۃالموضوعات ص : 86، الفوائد المجموعة للشوکانی : ص 182، الموضوعات الکبیر للقاری الحنفی ص : 59) اور تقریبا اسی مضمون کی دیلمی اور ابن عساکر نے بالترتیب یوں روایت کیا ہے : ''عن ابن عباس موفوعا : أتانی جبریل، فقال : یا محمد! لولاک لما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار،، وفی روایة ابن عساکر : لولاک ما خلقت الدنیا،، مگر مسند الفردوس دیلمی کی اور ابن عساکر نے سروپا روایات سے پرُہیں اس لیے ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ (علامہ محمد ناصر الدین البانی سلسلة الاحادیث الضعیفة (1،282 299-300) میں فرماتے ہیں

وأما قول الشیخ القاري (67-68) لکن معناہ صحیح، فقد روي الدیلمی-------

فأقول : الجزم بصحة معناہ، لا یلیق إلا بعد ثبوت ما نقلہ عن الدیلمی، وہذا مما لم أر أحدا تعرض لبیانہ، وأنا وإن کنت لم أقف علی سندہ، فإنی لا اتردد فی ضعفہ، وحسبنا فی الدلیل علی ذلک تفرد الدیلمی بہ، وأما روایة ابن عساکر، فقد اخرجہا ابن الجوزي ایضا فی حدیث طویل عن سلمان مرفوعا، وقال : إنہ موضوع، وأقرہ السیوطی فی اللائی (1/272) ثم وجدتہ من حدیث أنس

وسوف نتكلم عليه،،ان شاءاللہ,

(محدث دہلی ج:9ش:7شوال 1336 نومبر1941ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 103

محدث فتویٰ